حج و زیارت

دربارِ نبوّت کی باریابی

مدینۃ الرسول میں حاضری کے واردات و تاثرات

★ حضرت علامہ مناظر احسن گیلانیؒ
★ حضرت مولانا محمد ادریس ندویؒ
★ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب عثمانیہ یونیورسٹی
★ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی
★ الحاج رفیع الدین مرادآبادیؒ تلمیذ حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ

(ترتیب۔ ادارۃ الحق)

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا "شہیدی"

ترے کوچے میں ہم کل اس طرح سے جا بجا ٹھہرے
چلے، چل کر رکے، رک کر بڑھے، بڑھ کر ذرا ٹھہرے

شفیعِ محشر کے دربار میں میدانِ حشر کا سماں

حضرت علامہ مناظر احسن گیلانیؒ

قافلہ بیر درویش کے بعد قریب قریب اپنے اوسان کھو چکا تھا۔ فاصلہ ختم ہو رہا تھا۔ زندگی کی آرزو سب سے بڑی آرزو ایمان والوں کی پوری ہو رہی تھی۔ یا قریب تھا کہ پوری ہو۔ اپنے آپ کو معلوم ہوتا تھا کہ ہر اک کھوتا چلا جا

رہا ہے۔ اچانک اسی حال میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سواق (ڈرائیور) کی زبان سے نکلی کلیجے نکل پڑے۔ جانیں قالب کو معلوم ہو رہا تھا کہ چھوڑ دیں گی۔ بیس سال پہلے کان میں یہ آواز آئی تھی۔ لیکن اس کی گونج آج بھی تر و تازہ ہے۔

ہم میں ہر ایک دوسرے کو شاید بھول گیا۔ مدینۃ النبی (نبی کا شہر) اس کے سوا نہ اندر ہی میں کچھ باقی تھا اور نہ باہر میں لاری تیزی کے ساتھ گذرتی جا رہی تھی یہ باہر میں ہو رہا تھا، اور اندر میں جذبات کا طوفان تھا جو ابل رہا تھا۔ اوروں کا حال معلوم نہیں۔ لیکن اپنے اس احساس کو کیسے چھپاؤں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بلالؓ آرہے ہیں، یہ ابوذرؓ جا رہے ہیں، یہ فاروق اعظمؓ ہیں آ ادھر حضرت صدیقؓ ہیں ——
میں جانتا ہوں کہ یہ دماغی اختلال ہی کا نتیجہ ہوگا۔ مگر مبارک تھا وہ دماغی اختلال جس میں مبتلا ہونے والے کے کان میں گذرتی ہوئی لاری میں آواز آئی۔ السلام علیکم مولوی صاحب۔ حضرت بلال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کے میزبان ایسا معلوم ہوا کہ کہتے ہوئے گذر گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنون کی ایسی باتوں کا کہاں تک تذکرہ کیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ باب العنبریہ کب آیا۔ لاری سے لوگ کس وقت اترے کیسے اترے گھوڑے کی گاڑی عرابہ میں کب سوار ہوئے۔ ہوئے تو یہ سارے واقعات۔ ہم چل بھی رہے تھے پھر بھی رہے تھے۔ لیکن جسم چلتا تھا ٹانگیں پھر رہی تھیں مگر ان کا چلانے والا جاسہ غائب تھا۔ شاید سیدنا حضرت مولانا حسین احمد المدنی مدظلہ العالی کے برادر محترم حضرت مولانا سید احمدؒ مہاجر مدینہ "باب عنبریہ" جو مدینہ منورہ کا مرحوم حجاز ریلوے کا اسٹیشن تھا وہاں تک تشریف لائے تھے۔ ان کو اطلاع دے دی گئی تھی اور ایک قدیم مدنی دوست لطفی صاحب مرحوم بھی اپنے خوبصورت شامی چہرے کے ساتھ دیوانوں کو لینے کے لئے اس مقام تک آئے تھے۔

"دیے بردش" کی شکل میں النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے "مدینہ" میں پہنچا دیے گئے۔ لکھا پڑھا سب غائب ہو چکا تھا۔ جس نے جو کچھ کہا وہی کرتے جاتے تھے۔ غسل کا حکم دیا گیا، کپڑے بدلوائے گئے، اور اب ایک سیہ کار سیاہ بخت سیاہ دل مطلق تاریکی صرف سیاہی کو گھسیٹتے ہوئے اس دربار کی طرف لوگ لئے جا رہے تھے۔ جس دربار تک رسائی کا خیال بھی اس سراسر اثم و گندگی کے لئے ناقابل برداشت تھا آج وہی گھسیٹا جا رہا تھا، اور لایا جا رہا تھا۔ بیعت کے بعد عہد کا توڑنے والا مجرم اپنے آقا کے آستانے کی طرف دھکیلا جا رہا تھا۔ بس اتنا ہوش تھا کہ ہوش باقی نہیں رہا ہے۔ معلم یا مزوّر کے نام سے کوئی صاحب تھے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے وہ کچھ کہتے جاتے تھے۔ آنسوؤں کی موسلا دھار